قیمت سالانہ سے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۶ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے۔ یکم نومبر ۱۹۱۸ء | نمبر ۴۴

گلدستۂ اخبار

واشنگٹن۔ اکتوبر ۲۵۔ خبر ہے کہ ۲۰ لاکھ سے زیادہ امریکن سپاہی میدان جنگ میں شامل ہو گئے ہیں

اٹلی۔ اکتوبر ۲۵۔ خبر ہے کہ آسٹریا کی فوج سے سخت لڑائی ہوئی جس میں ۱۶۴ افسر اور ۲۷۹۱ سپاہی دشمن کے گرفتار کئے گئے۔

شملہ۔ اکتوبر ۲۶ جس حالکہ مرض انفلوئنزا دہلی میں کثرت سے ہو رہا ہے۔ دفتر شملہ میں ۱۹ نومبر تک [illegible]

کوپن ہیگن اکتوبر ۲۷۔ خبر ہے کہ قیصر نے جنرل لوڈنڈارف کا استعفا منظور کر لیا ہے۔

برلن سے خبر ہے کہ قیصر نے جنرل لوڈنڈارف کا نام ایک رجمنٹ نمبر ۹۳ کو دیا یعنے اس نام سے اسکو نامزد کیا ہے۔ کیونکہ اس رجمنٹ میں وہ دیر تک رہے تھے۔ بجائے لوڈنڈارف کے کوئی مقرر نہیں ہوا ان کی جگہ تحفظ پر چیف آف سٹاف آف دی آرمی مقرر کیا جائیگا

ملک ہالینڈ کے وزیر اعظم اندیشہ کرتے ہیں۔ کہ جرمن ملک پر جبر کریگا۔ اس لئے فوجی افسروں کی رخصتیں بند کر دیگئی ہیں۔ کیونکہ جرمن فوج ہالینڈ کی سرحد تک تنگ حال ہو کر پہونچگئی ہیں۔ احتمال ہے کہ وہ ہالینڈ کی حد میں اتر جاویں۔

لنڈن ۲۷ اکتوبر۔ فرانسیسی کمیونک ہے کہ ایک سخت حملہ دریائے ویز و سری کے بیچ میں ہوا جس میں دشمن کو مورچوں سے نکال کر بھگا دیا گیا۔ اور کئی گاؤں پر قبضہ کر لیا گیا۔ اور بہت سے سپاہی گرفتار کر لئے گئے۔ جرمن فوج نے سیسرن اور شیٹو پورشین کے مقام پر بار بار واپس ہو کر حملہ کیا۔ پر شکست کھائی دشمن کے ۲۳۰۰ سپاہی قید ہوئے اور صد ہا مشین گنوں پر قبضہ کیا گیا۔

بعد کی خبر ہے کہ دشمن دریائے ارسری کو بالکل چھوڑ گئے

ہوس آف کامنز میں مسٹر ہوشن نے تبلایا کہ جہاز نام ٹیلانڈریج جو بم سے ڈوب گیا۔ اب معلوم ہوا کہ وہ کسی دشمن کے ہاتھ سے شہر بوناز کشتی پر لیا گیا جب سے کچھ عرصہ کے بعد وہ جلگیا۔

مسرہین کمیونک سے خبر ہے کہ ہماری فوجوں نے پراجین۔ وردنین اور بلوچینو گاؤں کو فتح کر کے ۲۰۰ دشمن کے سپاہی گرفتار کئے اور اب شمال کی جانب بڑھ رہے ہیں

یہ بھی خبر ہے کہ سرویٰ فوج نے مرادوا وادی میں دشمن پر حملہ کر کے اس کو شکست دی اور وہ شمال کی جانب بھاگ رہے ہیں۔ اور ہم ان کا تعاقب کر رہے ہیں

خبر ہے کہ سپینش انفلوئنزا جرمنی میں زور کر رہا ہے ملک ناروے میں بھی یہ مرض جا پہنچا ہے۔

تار برقیات

اٹلی افواج کا بڑا حملہ

لنڈن اکتوبر ۲۷- خبر آئی ہے کہ اٹلی کے میدان جنگ میں اتحادیوں نے خاطرخواہ ترقی کی اور کام چل رہا ہے اٹلی کے لشکر بسرداری جنرل کیڈارنا کے ماتحت دریا کے پیر کے پار حملہ شروع کیا- دہنے بازو پر اٹلی کی فوج دشمن کے مقابلہ پر کامیاب ہوئی- اور انگریزی فوج بائیں بازو پر آگے بڑھی اور جا کے مقصود تک پہونچکر دشمن کو فتح کر لیا اور پورب کیطرف دونوں لشکر دریا کے کنارے پر بڑھتے ہوئے مقام تیزری اور برگلانا تھو پر قبضہ کر لیا- ۲۰۰۰ سپاہی قید کر لئے-

دشمن کی پسپائی-

لنڈن ۲۸- رویٹر کا نامہ نگار جو فرانسیسی لشکر کے ہمراہ ہے خبر دیتا ہے کہ فرانسیسی لشکر نے شمال کی طرف آگے بڑھ کر ہنڈنبرگ لائین پر حملہ کیا- اور دیکھا کہ دشمن خوف زدہ ہو کر بھاگ نکلا- جرمنی لشکر جو جنرل ڈبنی کے سامنے سے ہٹ رہا ہے- امید ہے کہ تمام جرمن لائن جو شتو پر سین سے دریائے آرگن تک واقع ہے- گھیری جائیگی- جنرل ڈبنی کے لشکر نے بڑی شجاعت کے ساتھ تین دریاؤں کی لائن کو توڑ ڈالا ہے- اور اب دشمن کو مجبوراً دریائے میوز تک بھاگنا پڑیگا- اس لڑائی میں ۲۴۵۰ قیدی گرفتار ہوئے جن میں ۵۱ افسر تھے-

لنڈن اکتوبر ۲۸- انگریزی کونک سے خبر آئی ہے کہ جرمن کی فوجیں مقام فامزہ پر حملہ کرتی تھیں- لیکن وہ حملہ روکدیا گیا اور شہر کے کوچوں میں لڑتے ہوئے بہت سے دشمنوں کو قتل کیا گیا-

آٹھ انگریزی افسروں کا ٹرکی سے بھاگ کر بچ جانا

آٹھ انگریزی افسر جو قط العمارہ میں گرفتار ہوئے تھے ترکوں سے بھاگ کر لنڈن پہونچے ہیں- انشیا کوچک کے قیدخانہ سے وہ بھاگ کر کروٹار میں کی طرف پہونچے- خوراک ان کے پاس نہ تھی- پر وہ رات کے وقت سفر کرتے رہے دو ہفتہ کے بعد وہ سمندر پر پہونچے- اور اتفاق سے ترکی سپاہی کشتی خالی پا کر اس پر سوار ہو کر سائپرس کی طرف چل پڑے وہ بعض وقت بھوکے مرتے- ۲۰۰ میل کا سفر کر کے سائپرس میں پہونچ گئے-

ایلیپو کی فتح

لنڈن اکتوبر ۲۷- سر یا فلسطین کی سرکاری کمیونک سے خبر ہے کہ انگریزی سوار اور جنگی ریلگاڑی شہر الیپو میں اکتوبر ۲۶ کی صبح کو حملہ آور ہوئے اور اس پر قبضہ کر لیا-

رویٹر کی خبر ہے کہ ۲ ہزار ترک انگریزوں کے ایلپو میں پہونچنے پر شمال کیطرف روانہ ہو گئے- اس جگہ ۷ میل بجانب شمال ریلوے جنکشن ہے- جو اب تک ہمارے ہاتھ میں نہیں آیا ہے- گمان غالب ہے کہ ترک اب نہیں رہینگے- اور یقین ہے کہ اب ترک صلح کے لئے جلد درخواست کرینگے-

لنڈن ۲۷ اکتوبر- میسوپوٹامیہ سے خبر آئی کہ انگریزی فوج دریائے ٹائگریس کے دونوں کناروں پر ترکوں کو بھگا رہے ہیں- دریا کے اوپر کی طرف ۴ میل تک لشکر ہماری فوج نے ان کا تعاقب کیا اور مقام کرک کے نزدیک جا پہونچے- ترک شہر کے شمال کیطرف اونچی جگہ پر ٹھہرے ہوئے ہیں ترکوں کی فوج تعداد میں ۸۰۰۰ ہے اور انگریزی فوج ان سے زیادہ ہے- مگر سڑکوں کی خراب حالت کی وجہ سے فی الحال کسی بڑی لڑائی کی امید نہیں ہے-

جرمن کا جواب متعلق صلح-

لنڈن ۲۷ اکتوبر- رویٹر کو خبر ملی کہ اتحادی التوائے جنگ کی نسبت کچھ نہ کہیں گے- جب تک کہ جرمنی پریذیڈنٹ ولسن صاحب کے آخری نوٹ کا پورا جواب نہ دیوے-

لنڈن اکتوبر ۲۸ کوپن ہیگن سے تار آیا ہے کہ جرمن کا جواب بجواب پریذیڈنٹ ولسن صاحب ذیل میں ہے کہ جرمن گورنمنٹ کو پریذیڈنٹ صاحب ممالک متحدہ امریکہ کا نوٹ ملا و حال معلوم ہوا- پریذیڈنٹ صاحب موصوف کو خبر دیجاتی ہے کہ دور دراز تک پہونچنے والی تبدیلیاں- سرکاری نظم و نسق میں پوری کی گئیں اور صلح کی کارروائی جرمن کے عوام الناس کی گورنمنٹ سے کیجاتی ہے- جس کے اختیارات حقیقی اور نظم و نسق کے اختیارات آخری فیصلہ کرنے کے ذمہ دار ہیں- جنگی اختیارات اس گورنمنٹ کے زیر حکومت ہیں- چنانچہ جرمن گورنمنٹ التوائے جنگ کی تجویزات کا منتظر ہے- جو درست صلح قایم کرنے کے لئے پہلا قدم ہونگی- جیسا کہ پریذیڈنٹ صاحب نے اپنے نوٹوں میں بیان فرمایا ہے-

دستخط سالف سکرٹری آف سٹیٹس ولایتی معاملات

اسٹاک ہوم اکتوبر ۸ ہیکسن کی مشیران سلطنت نے استعفا دیدیا ہے-

لنڈن ۲۸ اکتوبر اسٹاک ہوم- ہر ٹیپیر نے رائشتاگ میں تقریر کر کے قیصر کے پیغام پر جو امرودس کے پاس بھیجا گیا تھا برخلاف تقریر کی-

وہ پیغام یہ تھا- بحر اٹلانٹک کا ایڈمرل بحر پسیفک کے ایڈمرل کو سلام کہتا ہے- صاحب موصوف چاہتا ہے کہ تمام جرمن کا موجودہ شاہی انتظام ترک کر دیا جاوے

ایڈیٹوریل نوٹس

اطمینان کی بنیاد

کہتے ہیں کہ فی الحال کی لڑائی کا خرچ بیلفاں میں بے حد اور بے اندازہ ہے۔ بہ نسبت اُن تمام مختلف جنگوں کے جواب تک اِس سے پیشتر ہو چکے ہیں۔ گو ہم اِس بات کو محسوس کر سکتے ہیں۔ اور کیا یہ حقیقت ہمارے ادراک سے باہر نہیں ہے۔ وہ بڑی بڑی لڑائیاں جو پچھلے سوا سو برس کے عرصہ کے درمیان واقعہ ہوئیں سب ملکر صرف .... ۶۶۰ روپیوں کا خرچ ہوا تھا۔ مگر حال کی لڑائی کا خرچ .... ۳ کھرب روپیہ ہو چکا ہے اور ابتک اور زیادہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ علاوہ اِس کے لاکھوں قیمتی جانیں قربان ہو چکی ہیں۔ کہ جن کی قیمت روپیہ سے اندازہ نہیں ہو سکتی۔ اموال و اسباب کے نقصان کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ کیا جب جرمن نے اس لڑائی کو جاری کیا۔ تو کیا اس نے اس لڑائی کی خونریزی اور نقصان کی اور عمر ذالا کی انتظاری کی تھی؟ اور اب اگر صلح بھی کی جاوے تو کیا اُس کو اس تمام نقصان و بربادی کا بڑا حصہ اُٹھانا نہ پڑے گا؟ اس قدر جان ومال کے نقصان کا معاوضہ محال ہے تو بھی ایک بڑے بوجھ کے اُٹھانے کی ذمہ واری ضرور ہوگی جو جرمن کے سر پر ڈالی جاویگی۔

جب صلح قرار دی جاوے گی تو گمان غالب ہے کہ تمام ملکوں میں سے ہر ایک ملک کے اوپر ایک قرض کا بہت بڑا بوجھ رہیگا۔ جو دو تین پشتوں تک مشکل سے اتارا جائیگا۔

یہ بیماری بوجہ ہوگا لیکن خدا ہمارا مددگار ہے۔ ہمیں اُس کی طرف ہر وقت نگاہ کرنا لازم ہے۔ وہ زندہ خدا ہے ہمارا ایمان اُسی پر قائم ہونا چاہیئے۔ ہمارا دین اور کلیسیا اب تک بدستور قایم ہے اور ان میں کسی قسم کی کمی نہیں آئی وہ سورج کی طرح چمکتا رہتا ہے۔ مگر بعض اوقات بادل چڑھتے ہیں اور روشنی چھپ جاتی ہے۔ اور جب بادل ہٹائے جاتے تو سماں صاف ہوجاتا ہے اور تمام سطح زمین پھر منور ہوجاتی ہے۔ اور ہماری زندگی خوشی سے معمور ہو جاوے گی۔ خدا پر ہمارا بھروسہ ہے اور اُس کے وعدے ازل سے ابد تک قائم ہیں اور وہ ہر حالت میں ہم کو سنبھالیں گے۔

خدا پر ایمان لائے یہ قول ایک نامور چینی استاد کا ہے جو اپنے وطن میں ۱۰۰۰ جوانوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔ جن میں مراد کہ وہ چین میں اعلیٰ درجوں میں پہنچ جائیں۔

دس سال گذرے کہ پروفیسر چانگ پولنگ کانوشی کے ایک عالم پر وفتے۔ اُس نے قصد کیا کہ وہ خیالی سیر کرکے غیر ممالک کے دینی حالات دریافت کرے اور دیکھے کہ اُن سے لوگوں کو کیا فایدہ ہوتا ہے۔ جب وہ لوٹ آیا تو اُس نے جیتے پکار اپنے آپ کو مسیحی تسلیم کیا۔ اُس نے خاص سببوں سے اس تبدیلی کا بیان کیا۔

اول۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ مسیحی دین تمام قوموں کو برابری کا حصہ دیتا ہے دوئم کہ وہ ان کو نیک بھی بناتا ہے۔ جب چانگ پولنگ پھر امریکہ میں گیا تو اُس کا ایمان آزمایا گیا اور جب دیکھا کہ تمام ملک میں جنگ وجدل کی کارروائی ہو رہی ہے تو بھی اُس کا ایمان قایم ہی رہا۔ بمبیرہ شہر جاکر وہ اپنے لیکچروں میں یہ کہتے ہیں کہ بے شک جو انتظاری آپ کے اور میرے سامنے ہے۔ دل شکن معلوم ہوتی ہے لیکن ہم بے دل کیوں ہو جاویں یا اپنے اعتقاد کو چھوڑ دیں جبکہ حالت بُری نظر آتی ہے؟ اگر تمام چیزیں ترقی پذیر معلوم ہوں تو ایمان کی کیا ضرورت ہے؟ ایمان اُس وقت زیادہ مفید ہوتا ہے جب مضا ہمیت زیادہ ہوتی۔ لہذا اسی وقت خدا پر بھروسہ رکھکر پختہ ایمان رکھنا چاہیئے۔"

انفلوائنزا ہفتہ گذشتہ میں اس بیماری نے بڑی ترقی کی خصوصاً آگرہ دہلی لاہور، جالندھر اور لودیانہ میں۔ آگرہ میں تعداد اموات ۲۵۰ روزانہ بڑھ گئی۔ جالندھر اور لودیانہ میں لوگ کثرت سے بیمار ہو گئے۔ اور بہت لوگ جاں بحق ہوئے۔ دہلی میں بڑی تکلیف ہو رہی ہے۔ اہل لیدین بہت تنگ حال ہو رہے ہیں۔ اس لئے کہ تمام نوکر چاکر بیمار ہیں یا اُن کے گھر میں لوگ بیمار ہیں۔ اس لئے بعضے گھروں میں ایک یا دو نوکروں کے سوا کوئی کام پر حاضر نہیں ہو سکتا

اس بیماری کے سبب سے نورافشاں کی اشاعت میں بھی دیر ہوئی۔ بجائے جمعہ کے روز کے وہ سنیچر کو شائع ہو سکا۔ امید ہے کہ ہمارے ناظرین ہم کو اس لئے معاف فرماوینگے۔ کیونکہ حالت مجبوری کی ہے۔

تسلی کی بات ہے کہ یہ مرض انگریزوں تک کسی مقام پر نہیں پہنچی اور امید ہے کہ وہ جلد ہند سے دور ہو جاوے گی۔

نہایت افسوس کی بات ہے کہ ہمارے دوست مسٹر محمود جمال الدین جالندھری اس جہان فانی سے اِس بیماری میں مبتلا ہو کر رحلت کر گیا۔ ایسے نوجوان کا بے وقت رحلت کرنا نہ صرف افسوس کا باعث ہوتا ہے۔ لیکن مسیحی جماعت کے لئے بڑے نقصان کا سبب ہوتا ہے۔ ہم اس لائق مرحوم کے والدین اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ دلی ہمدردی ہیں اور ان کی تسلی اور اطمینان کے لئے خدا سے دعا کرتے ہیں

لودیانہ میں بھی کئی ایک معزز اور مشہور صاحبان اس مہلک مرض کا شکار ہوگئے ہیں۔

لودیانہ کے ہندو صاحبان نے متفق ہوکر اس موقعہ پر ایک سوسائٹی قائم کی اور خاطرخواہ رقم جمع کرکے غریب اور محتاجوں کی مدد کے لئے بروقت امداد پہنچائی جس سے اب اُن کی ہمدردی اور رحمدلی کا پتہ لگتا ہے۔ اس کے سوا لاوارث مردوں کے کفن دفن کا بندوبست کیا گیا۔ غریب غربا کو چاول دال وغیرہ اور دوایاں اور پھل وغیرہ بھی دیئے گئے۔ اور علی ہذا ہر طرح سے حتی المقدور مدد کی۔ ایسے وقت میں ایسا کرنا انسانی ہمدردی کا تقاضا ہے جس کے لئے لودیانہ کے ہندو صاحبان قابل تعریف ہیں۔ سنا ہے کہ ایک مسلمان صاحب نے بھی ایسے نیک کام میں حصہ لیا ہے۔ جنوبی افریقہ کی حالت زیادہ افسوسناک ہے۔ ایک ہی ہفتہ میں ۵۰۰ آدمی اس مرض سے مرگئے۔

پریذیڈنٹ ولسن اور صلح

ملک امریکہ کے صوبجات متحدہ کے پریذیڈنٹ ولسن صاحب نے جرمن خط کا جواب معرفت سکرٹری آف سٹیٹ سوٹزرلینڈ کے بھیج دیا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ۔

جس حال کہ سرکار جرمن نے صاف اور سنجیدہ اور پختہ وعدہ کیا کہ وہ بلا دریغ اُن صلح کی شرائط کو قبول کرتا ہے۔ جنہیں پریذیڈنٹ صاحب نے اپنی تقریر میں کانگریس آف دی یونائیٹڈ سٹیٹس کے سامنے پیش کیا تھا۔ جو جنوری ۱۹۱۸ء کو منعقد ہوئی تھی۔ اور نیز اُن احوال کا جو اُس نے مابعد کی تحریرات میں پیش کئے تھے۔ خصوصاً وہ جو ستمبر ۲۷ میں سنائے گئے اور جس حال کہ اب اُسکی مفصل کیفیت کی نسبت گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ اور کہ یہ خواہش اُن لوگوں سے صادر نہیں ہوئی۔ جنہوں نے جرمنی کی حکمت عملی قایم رکھی اور اس جنگ کی کارروائی کی۔ مگر ریشتاگ (پارلیمنٹ) کے خادمان سے جو کہ جرمن لوگوں کیطرف سے بولتے ہیں۔ اور جس حال کہ مجھے گورنمنٹ جرمنی سے پختہ وعدے ملے ہیں کہ آئیندہ کو وہ شائستہ عقاید جو شائستہ جنگ و جدل میں مستعمل ہیں خشکی اور تری پر وہ جرمن لشکروں میں کارآمد ہونگے۔ لہذا پریذیڈنٹ امریکہ قرار دیتا ہے۔ کہ میں اُن ممالک سے جو ہمارے ساتھ اس جنگ میں شریک ہیں۔ التوائے جنگ کی بابت مشورہ کرونگا۔ تاہم پریذیڈنٹ صاحب اس بات کے کہنے کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ کوئی التوائے جنگ اتحادیوں کے روبرو پیش نہ کیا جاویگا۔ جب تک کہ جرمنی ایسے انتظام نہ کرے۔ کہ جن سے وہ پھر اُن کے ساتھ لڑائی کر سکے۔ یا کہ لڑائی کرنے سے مجبور نہ ہوجاوے۔ لہذا پریذیڈنٹ صاحب نے کارروائی کے کاغذات جو جرمنی کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ اتحادیوں کے سرکاری دفتر میں بھیجدیا۔ اور ترغیب دی کہ اگر وہ محکمے ان اصولوں کے مطابق صلح کرنے کے لئے التوائے جنگ کا انتظام کرنے کو تیار ہیں تو جنگی صلاحکار صوبجات متحدہ امریکہ اور اتحادیوں کے صلاحکاروں سے درخواست کیجاوے گی کہ ایسی التوائے جنگ کے لئے شرائط اور انتظام قرار دیں۔ تاکہ یہ لڑائی قطعی بند کیجاوے اور صلح کی پوری کارروائی جو اتحادی سرنجام دیں عمل میں لائی جاوے بشرطیکہ اُن کی دانست میں جنگ حال کے مطابق التوائے جنگ ممکن ہو۔ اگر ایسی التوائے جنگ کی نسبت شرائط پیش کیجاویں کہ جنکا جرمنی کی طرف سے قبول ہونا اس بات کو ثابت کریگا کہ اس نے ہماری شرائط کو صاف دل سے قبول کر لیا ہے؟

پریذیڈنٹ صاحب فرماتے ہیں کہ مجھ کو کمال صفائی کے ساتھ ان شرائط کو پیش کرنے کے سبب بھی بتانا پڑتا ہے کہ جس سے ایسی عجیب بچاؤ کے ذریعہ پر بھی ہٹ کیا جا رہا ہے۔

جرمنی کے فارین سکرٹری نے اپنے ایک نوٹ مورخہ ۲۰ اکتوبر میں فرمایا کہ بڑی عجیب اصلاحات متعلق سلطنت جرمنی ہونے والی ہیں۔ لیکن یہ بات صاف ظاہر نہیں ہے کہ جرمنی کی سلطنت میں کوئی اصول قایم کیا گیا ہو کہ جس سے اہل جرمن کو صدا رہیں اور نہ کوئی ثبوت نظر آتا ہے کہ ایسی اصلاحات کی سلطنت ضرور قائم رہیگی۔ ممکن ہے کہ آئیندہ لڑائیوں میں جرمن کے لوگوں کا اختیار ہو۔ مگر حال کی لڑائی میں کوئی اُن کا دخل نہیں ہے۔ اور ہماری کارروائی جیسے سو حال کی لڑائی کے لئے ہو رہی ہے۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ جرمن کے لوگ جنگی اختیارات پر زور لگانے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ پرشیا کے بادشاہ کا اختیار کہ جس سے وہ سلطنت کی پالیسی پر جبر کرتا ہے۔ بالکل اس میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اور کہ ہر ایک معاملہ میں کسی نئی بات کا اُٹھانا انہی لوگوں کے اختیار میں رہتا ہے۔ جو اب تک جرمنی پر حکمران ہیں۔

غرض خلاصہ بیان یہ ہے کہ اگر جرمنی کے لوگوں کے لئے ایسی گورنمنٹ قایم کیجاوے کہ جس سے وہ اپنی پارلیمنٹ کے ذریعہ سے اپنے ملک کی کارروائی کر سکیں تو التوائے جنگ کا انتظام ہو سکتا ہے لیکن اگر قیصر اور اُس کے موجودہ فرمانروا حاکمان بدستور قائم رہیں تو التوائے جنگ کی ایک ہی شرط یہ ہوگی کہ وہ ہتھیار ڈالدیں اور بس۔

جنگ یورپ کی اصلی وجہ

حق مورخہ ۲۶ اکتوبر میں ذیل کا مضمون اس خوفناک جنگ کی اصلی وجہ بیان



کرتا ہے جو ہم ناظرین نورافشاں کے مطالعہ کے لئے یہاں پر درج کرتے ہیں۔ اس مضمون سے بھی ظاہر ہے کہ وہ طریق صلح جسکا ذکر پریذیڈنٹ ولسن صاحب کر چکے ہیں کیسی ضروری ہے۔ ایڈیٹر

(از پروفیسر رشیرڈک ولیمس)

اگر مجھ سے کہا جائے کہ جنگ یورپ کی اصل وجہ ایک فقرے میں بیان کرو۔ تو میں جواب دونگا کہ اصل وجہ وہ اقتدار ہے جو ہوہن زولرن بادشاہوں کو پرشیا پر اور پرشیا کو جرمنی پر حاصل ہے۔

۱۸۷۰ء سے پیشتر سلطنت جرمن کی کوئی ہستی نہ تھی۔ ایک طرف پرشیا تھا۔ دوسری طرف چند جرمن صوبے تھے۔ جن پر مختلف نواب حکمراں تھے۔ مگر جرمن سلطنت کا نام و نشان نہ تھا۔ ۱۸۷۰ء کے بعد جرمنی نے بتدریج خطرناک ہونا شروع کیا اور اس کی وجہ سے کچھ عرصہ ساری مہذب دنیا کی آزادی خطرے میں پڑی رہی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس طرح؟

موجودہ جرمنی کا بانی مشہور پرشین مدبر بسمارک تھا جو ۱۸۱۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۸۹۹ء میں مر گیا اُس کی آرزو یہ تھی کہ اپنے صوبے (پرشیا) کو جرمن سلطنت کا سرتاج بنائے۔ مگر یہ اس وقت تک ناممکن تھا جب تک کہ آسٹریا اس میں شریک نہ تھا۔ بس بسمارک نے پرشیا کو آسٹریا کے خلاف لڑنے کے لئے تیار کیا۔ اور ۱۸۶۶ء میں لڑائی کرا دی۔ چونکہ پرشیا والوں نے پیشتر سے تیاریاں کی ہوئی تھیں۔ اس لئے اُن کی افواج آسٹریا والوں سے عمدہ اور تربیت یافتہ تھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آسٹریا شکست کھا کر جرمن سلطنت میں بحال ہو گیا۔ اور پرشیا جرمن سلطنت کا سرتاج بن گیا۔

اب بسمارک کی یہ خواہش ہوئی کہ اہل یورپ جرمنی کو طاقت ور تسلیم کریں۔ بہت دیر کے غور و خوض کے بعد اُس نے فرانس کے ساتھ جنگ چھیڑ دی۔ فرانس کا فرمانروا اس وقت نپولین ثالث تھا اور چونکہ وہ بھی جنگ کے لئے تیار نہ تھا۔ اس لئے فرانس کی افواج کو ۱۸۷۰ء میں شکست ہوئی اور انہیں نہ صرف بیس کروڑ پونڈ ہی ادا کرنے پڑے بلکہ اپنے دو صوبے السس اور لورین بھی پرشیا کے حوالے کرنے پڑے۔ بسمارک کی ان فتوحات نے جرمن سلطنت کی بنیاد رکھ دی۔ اور جرمنی کے تمام چھوٹے چھوٹے صوبوں نے یک آواز ہو کر شاہ پرشیا کو شہنشاہ جرمنی تسلیم کر لیا۔

جرمنی اب ایک قوم تھی۔ اور نئے ارادے اُس کے دل میں چٹکیاں لے رہے تھے۔ آہستہ آہستہ اُسے یہ احساس ہونے لگا کہ وہ عظیم الشان طاقت ہے اور اُسے یورپ کی ممتاز اقوام کی صف میں جگہ ملنی چاہیے۔ بسمارک کی اپنی خواہش محض اسی قدر تھی کہ جرمنی ایک مضبوط متحدہ طاقت بنجائے اور یورپ کی سیاسیات میں معقول حصہ لے سکے۔ مگر اہل جرمن کی خواہشات کا دائرہ عموماً اور شاہی خاندان کا خصوصاً اس سے وسیع تھا۔ اُن کا خیال تھا کہ جس طرح ہم نے ۱۸۷۰ء میں فرانس کو دبا لیا ہے۔ اُسی طرح سارے یورپ کو شکست دے سکیں گے۔ اور آخر کار ہمارا دائرہ فتوحات پھیلتے پھیلتے ساری دنیا پر محیط ہو جائیگا۔

جرمنی کی دولت اور طاقت میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہونے لگا۔ اور اسی تیزی سے جرمنی کی آبادی بڑھنے لگی۔ دولت بڑھی عیش میں اضافہ ہوا۔ تجارت چمکی۔ صنعت و حرفت میں ترقی ہوئی۔ آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ جرمنی حد سے زیادہ مغرور ہو گیا اور ساری دنیا پر حکومت کرنے کا خواہاں ہوا۔ اس خواہش کے ظہور کا خاص راز یہ تھا کہ جرمنی میں ملیٹیرزم (فوجی طاقت) کی پرستش کا خیال نشوونما پا رہا تھا۔

جب یہ ہو چکا تو خاندان ہوہنزولرن (یعنی شاہی خاندان) نے اپنی تمام طاقتیں فوجی ترقی میں صرف کرنی شروع کر دیں۔ خیال غالب تھا کہ جہاں افواج پرشیا نے ہوہنزولرن خاندان کو جرمنی بھر میں ممتاز کر دیا ہے۔ وہاں افواج جرمنی جرمنی کو دنیا کی سب سے زبردست طاقت اور شہنشاہ جرمنی کو دنیا کا سب سے زبردست شہنشاہ بنا دینگی۔

لیکن اس خواب کا امر واقعہ میں منتقل ہونا اس وقت تک ناممکن تھا۔ جبتک کہ جرمنی کے ہر ایک فرد بشر میں فوجی جوش رونما ہو جائے۔ اُن کا دل و دماغ پورے طور پر فوجی رنگ کو قبول نہ کرے۔ اور وہ عقیدت سے فوج اور شہنشاہ کی پرستش کرنا شروع نہ کر دیں۔

شاہی خاندان کی اس خواہش کا بر آنا چنداں مشکل نہ تھا۔ کیونکہ اہل جرمنی جہاں اپنی طاقت پر نازاں تھے وہاں فوج کے بھی شکر گذار تھے۔ جس کی وجہ سے انہیں یہ موقعہ ملا اور شہنشاہ کے بھی احسانمند تھے جس کی وجہ سے فوج نے تربیت حاصل کی۔ انہوں نے دیکھا کہ ہم کمزور تھے۔ اب طاقتور ہیں۔ غریب تھے۔ اب امیر ہیں۔ بس ادھر انہوں نے شہنشاہ اور فوج کی پوجا شروع کر دی۔ ادھر ارکین دربار اس خیال کو مستحکم کرنے میں مصروف ہو گئے۔

گورنمنٹ جرمنی نے لوگوں کو جرات دلائی کہ وہ اپنی تازہ حاصل کردہ فتح پر فخر کریں۔ اور خیال رکھیں کہ اُن کے طویل سفر کا محض یہ ابتدائی مرحلہ ہے۔ ابھی منزل دور ہے۔ اور سفر کٹھن ہے۔ گورنمنٹ نے انہیں یقین دلایا کہ یہ فتح تسخیر دنیا کی

تشبیہ ہے۔ اور کہ ابھی انہوں نے دیگر ممالک کے سدھے سے امیر بنتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ سکولوں میں پڑھنے والے بچوں کو بھی اپنی خیالات کا شکار بنایا گیا۔ ان کے دماغوں میں وہ خطرناک اور لغو خیالات بھرے گئے اول یہ کہ جنگ سے ہی اقوام ممتاز ہو سکتی ہے دوسرے یہ کہ دنیا اور دنیا کے ممالک محض اس لئے ہیں۔ کہ جرمنی کے احکام کی فرمانبرداری کریں۔ انہی خیالات میں کالج کے طلبا کو پالا گیا۔ اور انہی خیالات کو ناٹکوں میں عوام کے روبرو پیش کیا گیا۔

اس تمام کوشش۔ اس تمام جد وجہد کے باوجود بیسویں صدی کے آغاز میں ایسے آثار نمایاں ہوتے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ جرمنی کمزور ہے۔ اور اس کی افواج نکمی بیٹھے بیٹھے اکتا گئی ہیں۔ ان پر خرچ بہت زیادہ ہوتا تھا۔ اور لڑائی ہوئے دیر گذر چکی تھی۔ اس لئے قدرتاً عوام نے دریافت کرنا شروع کیا کہ اُن کی ضرورت ہی کیا ہے اور کیوں خواہ مخواہ بری اور بحری فوج کے لئے اہل جرمن کو مزید ٹیکس ادا کرنے پڑیں۔ اس ضروری سوال کا جواب جب عوام کو تسلی بخش نہ ملا تو نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں سوشلزم پھیل گیا۔ اور جگہ بجگہ بدامنی کے واقعات ظہور پذیر ہونے لگے۔

عوام کو بھاری ٹیکس ادا کرنے پڑتے تھے۔ اس لئے گو جرمن فلاسفروں کی تعلیمات کی وجہ سے وہ فوج اور شہنشاہ کی عزت کرتے تھے تاہم رہ رہ کر ان کے دل میں سوال پیدا ہوتا تھا کہ یہ سلسلہ کب تک چلیگا۔ ولیم ثانی نے یہ دیکھا تو صاف گیا کہ میری عظمت محض فوجی طاقت کی وجہ سے ہے اور اگر یہ طاقت گئی تو میرا کہیں ٹھکانا نہ ہوگا۔ بہرحال اُس نے فیصلہ کر دیا کہ اب اس عظمت کو برقرار رکھنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ کوئی جنگ شروع ہو اور ملک کو فوج کی ضرورت کا احساس ہو۔ پس ۱۹۱۲ء میں جیسا کہ مشہور جرمن سرمایہ دار ہیر تھائیسن کی ایک تازہ تصنیف سے ظاہر ہوتا ہے۔ قیصر نے ملک گیری کی جنگ کی تدابیر اختیار کیں اور جرمن سوداگروں سے مدد کا اس بنا پر طالب ہوا کہ بعد از جنگ اُن کو اس کے معاوضے میں عظیم الشان تجارتی رعائتیں دیجائیں گی سوداگروں نے اس بات کو منظور کر لیا۔ اور اب قیصر ایسے بہانے کی تلاش میں ہوا کہ جنگ شروع ہو اور جرمنی کو دنیا کی نگاہوں میں ممتاز کرنے کا موقع میسر ہو۔

(نامہ نگار اپنی رائوں کے آپ ذمہ دار ہیں۔ ایڈیٹر)

یوگ فلاسفی اور مسیح خدا کی حکمت

کیونکہ خدا کی بیوقوفی آدمیوں کی حکمت سے بہتر ہے

(گذشتہ سے پیوستہ)

بقول مقدس پطرس۔ توبہ کرو اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے تو تم روح القدس انعام میں پاؤ گے۔ اس لئے کہ یہ وعدہ تم اور تمہاری اولاد اور ان سب دور کے لوگوں سے بھی ہے جنکو خداوند ہمارا خدا اپنے پاس (معرفت میں) بلائیگا۔ اعمال ۲: ۳۸-۳۹۔

ماخوذ از مقالہ آپنشد دوسرا کھنڈ نمبر ۲ و ۳

ترجمہ۔ اپ نشد بابو شیو برت لال ورمن ایم۔ اے۔ اور جس نے آتما کو پا لیا ہے اس کی ساری خواہش یہاں ہی نیست ہو جاتی ہے۔ یہ آتما نہ وید سے پایا جا سکتا ہے نہ عقل سے نہ بہت سے سننے سے۔ ہاں جسکو وہ آپ چن لیتا ہے وہی اُسے پا سکتا ہے۔ اس کے آگے یہ اپنا چہرہ ظاہر کرتا ہے جس طرح خداوند مسیح فرماتے ہیں کہ تم نے مجھ کو نہیں چنا۔ بلکہ میں نے تم کو چنا ہے۔

یوگ فلاسفی } ترجمہ پتنجلی یوگ درشن سماوھی پاد سوتر ۱۲-۱۶ ابھیاس اور ویراگ کے ذریعہ چت کی ورتی روکی جاتی ہیں۔

یوگ ابھیاس } کسی کام کو بار بار کرنا ابھیاس کہلاتا ہے۔ مطلب ثانی یہ ہے۔ من میں ایشور کا دھیان لگانا ابھیاس ہے۔ جو کہ بہت دنوں تک بار بار کرنے سے مستقل و مضبوط ہو جاتا ہے۔

یوگ ویراگ } چت کی ورتیوں کو دنیاوی چیزوں کے فائدہ حاصل کرنے سے ہٹانا ویراگ ہے۔ یہ دو طرح کا کہلاتا ہے۔

اول چت کی ورتیوں کو دنیاوی عیش و آرام سے ہٹا کر اور ان کے قابو میں نہ آنا دینے کا نام کا ویراگ ہے۔

دوئم۔ جس وقت من آتما کو خوب پہچان لے اور اس سبب سے دنیاوی عیش و آرام ناپسند ہو جاوے یہ اپر ویراگ ہے۔

ویراگ کے ذریعہ جس کی چت کی ورتیاں رک گئی ہوں اُسکو سمپرگیات یوگ یعنی تخم والی سمادھی ہوتی ہے۔

خدا کی حکمت } خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا اکلوتا بیٹا (یسوع مسیح) جو باپ کی گود (محبت) میں ہے اسی نے ظاہر کیا۔ یوحنا ۱: ۱۸ یسوع نے پکار کر کہا جو مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ مجھ پر نہیں بلکہ میرے بھیجنے والے (خدا باپ) پر ایمان لاتا ہے اور جو مجھے دیکھتا ہے وہ میرے بھیجنے والے کو دیکھتا ہے یوحنا ۱۲: ۴۴-۴۵

باقی آئندہ



ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے کا ذمہ وار نہیں ہے

ایک عجیب مگر پُر معنے خواب

کچھ عرصہ ہوا کہ میں نے خواب میں مسیح بھگوان کا درشن کیا۔ عام گنہ گاہ میں دودھ سے زیادہ سفید اور برف سے زیادہ صاف اور اجلی خوبصورت پوشاک پہنے ہوئے نرالی چہرہ والی ایک مورتی بیٹھی ہے اور اس کے ارد گرد چاروں طرف نہایت غلیظ اور میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے بدشکل اور بدسیرت غلیظ اور جاہل مریض اور دکھیا جنہیں لوگ مرد اور عورتیں وغیرہ ہر طرف سے اسکو گھیرے ہوئے بیٹھے ہیں جن میں سے کوئی بھی مسیح کو نہیں پہچانتا۔ اور سب کے سب مسیح کو ٹھٹھا مخول کر رہے اور اُس کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں مسیح کی گال پر جب طمانچے پڑتے ہیں تو دائیں گال پر طمانچہ کھا کر بائیں گال کو اور بائیں گال پر طمانچہ کھا کر دائیں گال کو طمانچے مارنے والوں کے آگے اس طرح سے کر دیتا ہے کہ جس طرح ایک بزرگ باپ یا دادا اپنے خیر خوار بچے کے آگے اُس کو خوش کرنے کے لئے اپنا منہ پیش کر کے اس سے طمانچے کھا رہا ہو جیسی بیچنے والے اکثر خود سفید چینی کی مختلف ڈھیریاں سیاہ تختی پر رکھ کر گاہک کو دکھلاتے ہیں کہ جونسی خریدنی چاہے پسند کرے اس طرح قدرت کے سوداگر (پتا تما پرمیشور) نے مسیح کی خوبصورتی کو بہتر طور پر واضح کرنے کے لئے ایسی شکل و صورت میں عیاں کیا ہے۔ یہ نظارہ دیکھ کر میری آنکھوں سے محبت بھرے آنسو نکل آئے۔ اور میرا دل اس بات سے نہایت خوش ہو کر باغ باغ ہو گیا کہ مجھ کو مسیح کا درشن نصیب ہوا۔ اور اُس سے ہمکلام ہونے اور اس کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کرنے اور پریم سے بھر کر اُس کی خدمت کرنے کا مجھ کو موقعہ ملا۔ تب میں نے مسیح سے درخواست کی کہ مہربانی فرما کر مجھ کو کچھ خدمت فرمایئے۔

Can I bring some milk & some bread for you?

ترجمہ۔ کیا مجھ کو اجازت ہے کہ آپ کے لئے کچھ دودھ اور روٹی لاؤں؟

اس کے جواب میں مسیح بھگوان فرماتے ہیں۔

No thank you, give salvation to sinners this is my food.

ترجمہ۔ نہیں۔ مہربانی۔ پاپیوں کو نجات دو یہی میری خوراک ہے۔

اتنی بات چیت ہونے پر میری آنکھ کھل گئی اور مجھے معلوم ہوا کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے۔ اس خواب کے دیکھنے سے میرا دل خوشی سے بھر گیا اور مجھ کو اپنے پرمیشور کا حکم واضح طور سے مل گیا۔ اور میری زندگی کے مشن پر خدا کی مہر لگ گئی۔ اور نئی ہمت نیا حوصلہ اور نیا شوق میرے روم روم میں جوش مارنے لگا۔ اور مجھ کو یقین ہو گیا کہ جس کام کے لئے مسیح اس دنیا میں آیا تھا۔ اب وہ کام وہ مجھ سے لینا چاہتا ہے اور وہ کام کیا ہے۔ پاپیوں کو پاپوں سے مکتی یا نجات دینی اُن کو پیار کرنا اور اُن کی ہر طرح کی جہالت اور شرارت بھری دکھدائی حرکات کو استقلال صبر اور خوشی کیساتھ برداشت کرتے ہوئے اُن کو صدق دل سے پریم کرنا اور دنیا میں سب سے اعلیٰ چیز یعنے اپنا آپ اُن کو دینا اور پرمیشور سے اُنکا میل کرانا

پیارے ناظرین مذکورہ حکم صرف میرے لئے ہی نہیں۔ بلکہ اگر تم مسیح یا پرمیشور یا پرمیشور کے کسی بھگت یا کسی پاپی کو بھی سچا پیار کرتے ہو تو یہ حکم تمہارے لئے بھی ہے۔ دل کے کانوں سے اس پریم بھرے حکم کو سنو اور دل کی آنکھوں سے مذکورہ بالا پریم بیلا کے نظارہ کو دیکھو اور دنیا میں سب کاموں سے اعلےٰ کام گنہگاروں کو گناہ سے نجات دینا اور اُن کا پرمیشور سے میل کرانا اپنی زندگیوں کا مشن قرار دو۔ یہ اس اعلیٰ کام کا اعلیٰ انعام ہے اُس کو حاصل کرو تب تم ہر وقت خدا میں جیو گے۔ تمہارا کھانا پینا۔ سونا جاگنا۔ چلنا پھرنا اُٹھنا بیٹھنا اور سب کام کاج کرنا۔ خدا کی خدمت بجا لانا اور اُس کو خوش کرنا اور اُس کے پریم اور اُس کی سیرت میں ترقی کرنا ہوگا۔ تب تم بے شک جہان کے نور ہو گے اور جس طرح چاند سورج اور ستارے دُنیا کی تاریکی کو دور کرتے اور دنیا کو روشنی دیتے ہیں اُسی طرح تم بھی دنیا سے روحانی تاریکی کو دور کر کے دنیا کو روحانی روشنی دو گے یہ کام سورج اور چاند کے کام سے اعلےٰ ہے۔ اور سورج اور چاند اس کام کو نہیں کر سکتے

گوٹان چندرہ اُگے تے سورج چڑھے ہزار

ایتے چانن ہوندیاں گرو بن گھور اندھار

ترجمہ۔ اگر کروڑوں چاند روشن ہوں اور ہزاروں سورج چڑھ آویں تو بھی جب تک ست گورو جنم نہ لیوے تب تک پاپ اور گیان کا اندھیرا ہرگز دور نہیں ہوتا۔ پیارو اگر دنیا کو پاپ اور جہالت کی تاریکی اور اُس کے خوفناک پھل دکھ اور موت سے بچانا چاہتے ہو تو خود روحانی روشنی بنو۔ پہلے کسی عالم باعمل ست گورو سے ملکر اپنے اندھکار کو دور کر کے خود روشن ہو اور پھر دنیا کے اندھکار کو دور کرو۔

۱۶ اقحوہ نسواتہ ڈویژن ست اپدیشک لاہور

انتقال پُر ملال

کس کی بھلا جدائی سے سینہ فگار ہے۔

کس کے الم کا تیر ہوا دل کے پار ہے

مشن جالندھر کیوں بنا غم کا فسانہ ہے
ہر عام و خاص سوتا آج زار زار ہے
تبدیلیاں جہاں میں کیا ہوتی ہیں دوستو
محسن جو تھا زمانہ کا وہ زیر بار ہے۔
پیارا محمود آج جہاں سے گذر گیا
گھر کے کیا باہر کے کیا ہر بے قرار ہے
واہ حسرتا چراغ محمودی جو گل ہوا۔
پروانہ بزم عدم پہ اک دن نثار ہے

قلم میں یارا نہیں۔ بدن میں سہارا نہیں۔ لکھوں تو کیا لکھوں۔ یوں تو عزیزو دنیا میں ہر ایک کا چل چلاؤ ہے یا ایسی من موہنی صورتیں اور کامنی سی مورتیں جب دانا دنیا سے راہی ملک عدم ہو جاتی ہیں تو ہستی گم ہو جاتی ہے۔ حیران کے حیران رہ جاتے ہیں۔ ناظرین آپ کو مسٹر محمود جمال الدین جو ہیڈ ماسٹر مسٹر یوسف جمال الدین کے چھوٹے بھائی تھے۔ واقفیت تو ہوگی۔ خاصکر مشن سکول کے استاد صاحبان کو۔ بیچارے وہ مرض انفلوانزا سے آج ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۸ء ۹ بجے صبح ۳۲ برس کی عمر میں اس جہان فانی سے کوچ کر گئے۔ کوچ کیا کر گئے گویا ان کا تار نفس ٹوٹ گیا اور وہ اس قفس عنصری سے آزاد ہو گئے ؎

تار آمد نفس کا میرے لئے قفس تھا۔
یہ سلسلہ جو ٹوٹا آزاد ہو گیا میں۔

۳ انچ ۶ فٹ کا ۳ من پختہ وزنی قوی ہیکل جوان ابھی ہم غسل دیکر بیٹھے تو ویسی ہی شکل جیسے کوئی میٹھی نیند کے مزے لے رہا ہے۔ آپ کی عادات و صفات کا تو ہر کس و ناکس پر ظاہر ہے۔ سادہ وردی۔ ساری عمر کبھی پتلون نہ پہنی۔ اور ایسے بدن پر پتلون سجتی ہی کیا۔ خیر ہر شخص سے بورڈنگ مشن سکول کے چبارہ پر ملنا۔ دوست دشمن سب سے خندہ پیشانی سے پیش آنا۔ خویش و اقارب کو تو صدمہ شاق ہوگا۔
گر دوست آشناؤں کو بھی کم رنج نہیں ؎

پھول کھلنے بھی نہ پایا پھول ہی میں کملا گیا
حسرت اس غنچہ پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گیا

واہ حسرتا۔ پیارے محمود۔ تیری کھیل تیری باتیں تیری مجلسیں۔ تیری رونقیں اب کہاں سے آئینگی۔ خیر عزیز و دوستو پیارے ناظرین آپ اس کے خویش و اقارب کے لئے دعا کریں کہ خداوند آپ صاحبان کو صبر جمیل عطا فرما دے۔ فقط۔

آپ کا دوست اور غمزدہ رفیق۔
این پی پروانہ۔ مشن سکول جالندھر شہر

بلغاریہ کی فتح

پر

سی۔ ایم۔ ایس سکول فتحگڈھ میں جلسہ

مورخہ ۱۸/۱۰ کو بوقت ۵ بجے شام سکول گراؤنڈ میں شاہ بلغاریہ کی اطاعت قبول کرنے کے بارے میں بڑا بھاری پبلک جلسہ ہوا۔ سکول کو پہلے ہی سے رنگ برنگ جھنڈیوں سے سجایا ہوا تھا۔ معزز مہمانوں کے لئے کرسیوں اور بنچوں کا انتظام کر رکھا تھا۔ سردار نرائن سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ پریذیڈنٹ قرار پائے پھر مسٹر ایس ایف ڈین صاحب ہیڈ ماسٹر سکول مذکور نے دعا کروائی۔ بعد ازاں بازی گر اپنی بازی دکھلانے لگے ان کے عین مقابل انگریزی باجا نواز اپنا باجا بجانے لگے۔ ان کے پہلو پر (دروازہ کے درمیان) دیسی باجا دُف بج رہا تھا۔ اور ان کے عین مقابل معزز حاضرین کے سروں پر یونین جیک لہرا رہا تھا۔ قریباً ایک گھنٹہ کے بعد مذکورہ سرسہ پارٹی کو کچھ انعام معہ مٹھائی دیکر وداع کیا گیا پھر طلبا سکول کو مٹھائی تقسیم کی گئی۔ جو کہ پریذیڈنٹ صاحب جلسہ نے تیار کروائی تھی بعدہ معزز حاضرین و دیگر صاحبان کی تواضع مٹھائی اور پھلوں سے کی گئی۔ جس کا انتظام مسٹر ایس ایف ڈین صاحب ہیڈ ماسٹر مذکور نے کیا ہوا تھا۔ بعد ازاں آتشبازی چھوڑی گئی۔ جس کا خرچ رائے صاحب سردار سندر سنگھ صاحب اسسٹنٹ انجینئر نے ادا کیا اور سکول دکھانا پر جو کہ بالمقابل ہی تھا موم بتیوں کی روشنی کی گئی۔ اسی طرح سے معزز مہمانوں نے جلسہ مذکورہ کو آٹھ بجے تک خوب بارونق بخشی۔ خاکسار کے ہیڈ ماسٹر مذکور نے کہا قریباً بیس طالبعلم اس سکول کے بھرتی ہو چکے ہوئے ہیں اور سوا دو سو روپیہ سکول کی طرف سے چندہ بھی دیا جا چکا ہے۔ علاوہ ازیں ہفتہ وار جنگ کے متعلق سبق بھی پڑھائے جاتے ہیں۔

آپ کا خادم ایس۔ رام کشن شرما سکرٹری ٹیچرز ایسوسی ایشن مشن سکول فتحگڈھ چوڑیاں۔ ضلع گورداسپور

غزل

ابھی تک جو نہیں بیٹھا ہے عیسےٰ کے سفینے میں
بھنور میں پھر رہا ہے وہ نہ مرنے میں نہ جینے میں
خدا کے فضل سے مجھکو کسی شے کی نہیں حاجت
بھری ہے دولت عرفاں مرے دل کے خزینے میں
مجھے نار جہنم سے بچایا آپ کا عیسےٰ
رہیگا نقش محشر تک مرے دل کے نگینے میں
نہیں بجھتی نہیں بجھتی فراق چشم گریاں سے
یہ کیسی آتش سوزاں لگی ہے میرے سینے میں
مسیح پاک کے در پر چلے آؤ چلے آؤ
. . . .
زمین باغ گلشن کی قسمت کھل گئی بیشک
نسیم گلشن جنت ملی جس کو پسینے میں۔

چمکتا ہی رہیگا اسے قمر نورِ سبحانی
جواہر ہیں زمرد ہیں زبرجد ہیں نگینے ہیں
تم انہیں صاف کر دکھو ابھی سے حجرۂ دل کو
مسیح پاک آئیں گے دسمبر کے مہینے میں
سا قمر۔ وکٹوریہ نیوٹن مشن۔ روپڑ پنجاب

پلیگ کا نیا اوتار

بخار پُر اسرار

خدا جانے ہماری شامتِ اعمال کیا کیا رنگ لائیگی اور بیچاری خلق خدا جنگ۔ قحط اور وبا کے ہاتھوں اور کس حد تک تنگ آئے گی۔ پہلے ہی ہموم و غموم اور مصائب و نوائب کے انبوہ و ہجوم کی کوئی انتہا نہ تھی کہ ناگہاں بخار پُر اسرار کی خطرناک وبا قہرِ الٰہی کا پیغام لیکر آموجود ہوئی۔ آگے تو ایک جگہ پلیگ شروع ہوتی تو لوگ محفوظ جگہوں کو بھاگ جاتے تھے۔ مگر اب تو نئے جنم میں ہو کر ایک ہی وقت میں تمام ہندوستان کے ہر ایک قصبہ و قریہ میں اس شدت کی وبا آپڑی۔ کہ "پائے رفتن نہ جائے ماندن" کی حالت ہوگئی ہے ع

آگے ہو امر کے تقاضوں آفات سے جینا
پڑ گئی اک اور مرے اللہ یہ آفت کیسی

تازہ آمدہ اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرض تمام روئے زمین پر غضب ڈھا رہا ہے۔ ہندوستان کے علاوہ قندھار۔ مزار شریف۔ اور مشہد واقعہ سرحد افغانستان۔ کیپ ٹاؤن (۵۰۰ اموات روزانہ) وغیرہ جنوبی افریقہ کینیڈا ملک شمالی امریکہ۔ سویڈن۔ ہالینڈ۔ سوئٹزرلینڈ میں (بلا لحاظ ذات اور رنگت) لاکھوں جانوں کو تباہ کرنے میں مشغول ہے۔ کوئی جائے تو کہاں اور بھاگے تو کدھر۔

ع

پھندے سے تیرے کیونکر جائے نکل کوئی
پھیلا ہوا ہے ہر سو عالم میں جال تیرا۔

قریبا پنجاب کے تمام سکول اور کالج موجودہ وقت کے لئے بند کر دینے پڑے ہیں۔ اور بڑے بڑے شہروں میں پبلک جلسے کے اجلاس اور کانفرنس کو مجبوراً معرض التوا میں ڈالنا پڑا ہے۔ ابھی خدا جانے آگے کیا لکھا ہے ع

ابتدائے درد ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

مرض کی اصلیت

گو عام طور پر اس مرض کو وار فیور (جنگی بخار) اور بخار پر اسرار کہا جاتا ہے۔ لیکن یہ مرض کوئی نیا نہیں بلکہ اس سے بیشتر پانچ صدیوں سے علم ڈاکٹری میں اس کا ذکر موجود ہے۔ سنہ ۱۵۱۰ء سے لیکر آج تک ہمیشہ ملک روس سے نمودار ہو کر بسرعت تمام سارے مغربی یورپ میں پھیلتا ہوا بعض اوقات امریکہ تک جا پہنچتا ہے۔ سنہ ۱۷۸۰ء میں چھ مہینوں سنہ ۱۸۳۷ء میں چھ ہفتوں اور سنہ ۱۸۹۹ء میں چند دنوں کے عرصہ میں پیٹرو گریڈ دار الخلافہ روس سے پیرس ملک فرانس تک جا پہنچا۔ اس کا اصلی نام "انفلوئنزا" ہے۔ امسال مغرب سے آمدہ چند سپاہیوں کے ذریعہ ہندوستان کی بندرگاہوں میں یہ مرض آیا اور بڑے بڑے شہروں میں پھیلتا ہوا آج ہر ایک آبادی اور گھر میں غضب ڈھا رہا ہے۔ گرد آلود آب و ہوا اور خشک موسم میں زیادہ طور پر نمودار رہتا ہے۔

خواص

(۱) سخت ترین متعدی اور چھوت کا مرض ہے۔

(۲) امساک باراں اور گرد آلود موسم اس کے بڑے بھارے سبب ہیں۔

(۳) مرض بڑا دغاباز ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایک جگہ میں تین بار حملے کرتا ہے۔ چنانچہ بمبئی میں دو حملے گذر چکے ہیں اور تیسرے کا خطرہ لگا ہوا ہے۔ اسی طرح ایک شخص کو بھی بعض اوقات بار بار ستاتا ہے۔

(۴) رومال اور بستر وغیرہ سے بھی بہت جلدی اس کے جراثیم لگ جاتے ہیں یا مرض زدہ مکان میں سونے اور مریض کے پاس بیٹھنے سے اس کے جرثومے بذریعہ آلات تنفس و خوراک داخل ہو جاتے ہیں

(۵) اس کا حملہ یکا یک اور ناگہانی ہوتا ہے۔

(۶) عورتوں کی نسبت مردوں کو یہ مرض زیادہ ہوتا ہے۔

علامات

(۱) حملہ ہوتے ہی ۱۰۲ سے ۱۰۴ درجہ کا بخار بمعہ سخت سر درد۔ درد اعضا و پشت۔ لرزہ اور گھبراہٹ ہو جاتا ہے

(۲) تھوڑی دیر میں یا ایک دو دن بعد زکام کھانسی سرخی و سیلِ چشم۔ ناک سے پانی بہنا۔ گلے کا پک جانا۔ اور چھاتی میں جلن کئی ایک عوارض لاحق ہو جاتے ہیں۔

(۳) سب سے زیادہ سخت مرحلہ میں پھیپھڑوں کی جلن زیادہ ہو کر جسم میں زہر سرایت ہو کر موت واقعہ ہو جاتی ہے۔

(۴) غشی۔ غنودگی۔ سستی نبض۔ دقتِ تنفس سرد پسینہ اور دست (اسہال) مرض کی خطرناک حالت کو ظاہر کرتے ہیں۔

علاج و تدارک

(۱) مرض نمودار ہوتے ہی مریض کو چارپائی پر لیٹ کر کامل آرام کرنا چاہیئے۔ بلکہ رفع حاجت کے لئے بھی پاس ہی بیٹھ جانا لازمی ہے۔

(۲) شروع مرض میں سوڈا اسیلی سلکس بسیلی سن یا اسپرین بغیر یا بمعہ ڈوور۔ پوڈر۔ دینا بہت

(۴) بخار کے لئے ایمونیٹیڈ ٹنکچر آف کونین ڈرام کی مقدار میں تین چار دفعہ روزانہ دینا چاہئیے۔ یا حرارت کم ہونے پر کونین کے ساتھ کالورائن کسچر حیرت انگیز مفید دوائی ہے۔ یا ۴ گرین مقدار میں برومائیڈ آف کونین روزانہ کھاویں۔

(۴) حلق پک جانے پر بنفشہ یکر کاڑھیں جو چوتھا حصہ پانی رہ جانے پر نچوڑ کر تھوڑا تھوڑا کر کے پلا دیں اور ما بقیاندہ بنفشہ (کاڑھا ہوا) کپڑے میں تھوڑا سا گرم کر کے گلے پر باندھیں۔ دارچینی اور ملٹھی چبا دیں اور ½ تولہ خمیرہ گاؤزبان اور ½ تولہ لعوق ملا کر روزانہ کھاویں۔ تو زکام بہت جلد دور ہوگا۔ پرمنگنیٹ آف پوٹاش کے غرغرے کرنا حلق پک جانے کو بہت مفید ہے۔ (پرمنگنیٹ آف پوٹاش ۵ گرین کو پانی ۱۰ اونس میں حل کر لیویں) اس کے پانی سے منہ اور ناک دھونا بھی فائدہ بخش ہے۔ رومال میں یوکلپٹس آئل ڈال کر سونگھیں

(۵) چونکہ دبلے اور بوڑھے آدمیوں کو زیادہ دیر لیٹنے سے پھیپھڑہ کی مرض ہو جانے کا احتمال ہے۔ اس لئے چھاتی پر کافور اور تارپین کا تیل ملا کریں۔

(۶) کمرہ میں اچھی طرح سے ہوا آنے دینا چاہئیے اور کپڑوں کو دھوپ میں ڈال دیں۔

(۷) مکان میں گوگل کی دھونی دیں یا یوکلپٹس تیل چھڑکیں اور گھر کو خوب صاف رکھیں۔

(۸) تیمارداروں کو چاہئیے کہ پرمنگنیٹ آف پوٹاش کے غرغرے حفظ ماتقدم کے طور پر کریں ؎

خوراک

گرم دودھ سب سے اچھی خوراک ہے۔ زیادہ کمزور کو چنے یا جو کا ابلا ہوا پانی یا شوربہ دیویں اور پینے کے لئے گرم پانی یا نرم چائے بہتر ہے۔

احتیاط

(۱) سردی اور سرد پانی سے جہاں تک ہو سکے سخت پرہیز کریں۔ آرام ہونے پر مریض کو کوئی کام نہ کرنا چاہئیے۔

(۲) چونکہ اس مرض میں اسہال لگ جاویں تو اس کا علاج مشکل ہے۔ اس واسطے مریض کو کوئی جلاب اور دوائی نہ دیویں۔

مندرجہ بالا علاج ڈاکٹر دیوان چند صاحب چاولہ۔ اسسٹنٹ سرجن جگراوں۔ پریم ناتھ سوری۔ لاہور ی اور کئی ایک ڈاکٹروں کے مضامین مطبوعہ ٹربیون سے ترتیب دیئے گئے ہیں۔ فقط

خان

ایک نبی سو گیا

آج میں بڑے افسوس اور غم کے ساتھ پادری اے آر سالومن نیگسن آباد کے دوستوں اور رشتے داروں کی اطلاع کے لئے یہ جانکاہ خبر دیتا ہوں کہ پادری صاحب موصوف بعارضہ جنگی بخار چار یوم تک بیمار رہ کر مورخہ ۲۶ و ۲۷ اکتوبر کی درمیانی رات بوقت دس منٹ کم دس بجے اپنے پیچھے ایک لڑکا اور دو چھوٹی لڑکیاں اور ایک بیوہ چھوڑ کر اپنے منجی کی گود میں ہمیشہ کے آرام میں داخل ہو گئے ہیں۔ ہمارے عزیز بھائی سالومن کی بے وقت موت سے قوم کو نہایت سخت صدمہ برداشت کرنا پڑا ہے۔ گویا کہ عیسائی قوم کے خیرخواہوں کی فہرست میں سے ایک خیرخواہ قوم اٹھ گیا ہے۔ قریباً سارے پنجاب میں مرحوم کے دوستوں اور واقفکاروں کا شمار کمال سے زیادہ ہے۔ سب اُن کی ہنس مکھ اور مذاقیہ طبیعت کے دلدادہ تھے۔ مجلس میں بغیر پادری صاحب موصوف کے کبھی رنگ نہ جمتا تھا۔ روتے ہوؤں کو ہنسانے کا اُن کے پاس معلوم نہیں کونسا جادو تھا۔ غریبوں کی خیرخواہی اُن کی ذات میں کوٹ کوٹ کر بھری گئی تھی غرض کہاں تک اُن کی صفتیں بیان کی جائیں۔ اُن کی زندگی پر ایک مختصر نظر ڈالنا کافی ہوگا۔ مرحوم موضع آموترہ تحصیل ڈسکہ میں پیدا ہوئے۔ وہاں ہی ابتدائی تعلیم کو شروع کیا۔ بعد ازاں آپ ڈسکہ سکول میں جو کہ نبیوں کا مدرسہ کہلاتا ہے تعلیم حاصل کرنے کے واسطے داخل ہوئے۔ ڈسکہ سکول کا کورس ختم کرنے کے بعد آپ سیالکوٹ چھاؤنی میں ٹیچر کے کام پر کئی سالوں تک مامور رہے۔ اس کے بعد لاہور میں فیتھ مشن گرلس اور بوائز سکول کے ہیڈ ماسٹر کی حیثیت سے سالوں کام کرتے رہے پھر آپ میتھوڈسٹ مشن میں ملازم ہوئے۔ آپ کی دینی اور دنیاوی علمی لیاقت دیکھ کر آپ کو پریچر انچارج کا عہدہ دیا گیا۔ جس کے واسطے آپ کے پہلے چار امتحان نظر انداز کئے گئے۔ بعد ازاں آپ نے لوکل ایلڈر کے عہدے تک سرفرازی حاصل کی۔ اپنے والد کی وفات پر اُنہوں نے سارے کاموں کو چھوڑ کر نیگسن آباد جہاں اُن کا گھر اور زمین ہے مستقل رہائش اختیار کر لی۔ ان چھ سات سالوں میں بھی آپ سے بہت اچھے اچھے کام خوب عیسائیوں کے نکلتے رہے۔ پاسٹر صاحب کے کام میں خصوصاً آپ بڑی سرگرمی سے مدد دیا کرتے تھے۔ نیگسن آباد میں کونسی آنکھ ہے جو آج اپنے خیرخواہ پادری صاحب مرحوم کے واسطے نوحہ کر رہی ہو۔ کئی دفعہ آپ نے بذریعہ آپ کے اخبار نور افشاں اچھے اچھے مضمون شائع کرائے۔ جن میں عیسائی قوم کی بہتری اور بہبودی اور ترقی اور بھلائی کے واسطے اپیل کی۔ اور ہمیشہ عیسائی قوم کو جاگ اُٹھنے کے

بڑھنے اور زندگی حاصل کرنے کی تلقین کرتے رہے۔ عیسائی قوم کی بھرتی کی ابتدا کرنے والوں کی فہرست میں اُن کا نام نامی آفتاب کی طرح عیسائی قوم کے ساتھ ہمیشہ چمکتا رہیگا۔ بھرتی کے کام میں بھی اُنہوں نے سرکار عالیہ کی بیش بہا خدمت سرانجام دی ہے۔ جس کے صلے میں صاحب موصوف کو حضور لاٹ صاحب بہادر کے دربار میں جو کرسی ملتی تھی۔ اور ایک نقرئی گھڑی اور اعلےٰ سرٹیفیکیٹ بھی سرکار دولت مدار کی طرف سے مرحوم کو ملا ہوا تھا۔ گویا کہ مرحوم کی زندگی شروع سے آخر تک کارروباری زندگی رہی ہے۔

اخیر میں سامعین اخبار سے میری عرض ہے کہ مرحوم کے بیوی بچوں اور دیگر رشتے داروں دوستوں کے واسطے خداوند سے جو ساری تسلی کا بانی ہے دعا کریں تاکہ ہمارا خداوند یسوع مسیح سب کو صبر جمیل عطا فرمادے۔

آمین ثم آمین۔ خاکسار۔ جوزف

ہیڈ ٹیچر مینگمن آباد نمبر ۱۷

موٹی بابا

گذشتہ سے پیوستہ۔

دو جھونپڑیاں کھپریل کی ہیں۔ (یہاں) کچھ نہیں۔ باپ نے جو گھر مجھ کو دیا وہ سب سے اچھی جگہ پر واقعہ ہے۔ میرا گھر زمین کے نیچے ہے اس میں تین کمرے ہیں۔ تینوں کمرے بہت چھوٹے چھوٹے ہیں۔ پہلے میں روشنی ہے دوسرے میں آدھی روشنی ہے تیسرا تو قریب اندھیرا ہے جاڑے کے موسم کے سوائے اُس میں رہا نہیں جاتا۔ شاید (اس میں) جاڑے کے دنوں میں کپڑے کے بغیر بھی گذران ہو سکتی ہے۔

ایک کھپریل کا برآمدہ ہے۔ . . . . . . اُس کے ایک طرف چولہا اور کھانے کی جگہ۔ دوسری طرف میں دن کے وقت باپ کو پکارتا ہوں طرح طرح کے پیڑوں سے گھچا گھچ بھری ہوئی ہے۔ ان میں سے زیادہ چار سے نیم کے درخت ہیں۔ انگنائی کو میں نے پتھر لگا کر بہت عمدہ بنا لیا ہے۔ باپ ہی نے میرے ساتھ کام کر کے اُسے اچھا بنا دیا۔ طرح طرح کی خوبصورت چڑیں آکر مجھ کو خوش کرتی ہیں۔ مچھلیاں بے خوف ندی میں چلتی پھرتی ہیں کیونکہ یہاں پر کوئی مارنے والا کوئی نہیں مچھلیوں کا کھیل بڑا خوبصورت ہے۔ جا بجا کنڈ میں بہت مچھلیاں ہیں۔ صاف پانی میں اُن کا کھیل کیسا عمدہ ہے سو بغیر دیکھے معلوم نہیں کیا جا سکتا۔ بنگال کے لوگوں کو تو اس کے سمجھنے کی قابلیت نہیں۔ یہاں پر کہیں بھی دکھائی نہیں۔ میرے آشرم کے نیچے ہی کئی ایک مچھلیاں ہیں۔ میں ان کو چنے کھانے کو دیتا ہوں۔ ندی کے بیچ میں سنگ مرمر کی دیوی کی طرح خوبصورت دیدی ہے۔ میری حالت آج اچھی حالت ہے کل اوہ بھی لکھنے کا ارادہ ہے۔ آگے باپ کی مہربانی۔

تاریخ ۲۷۔ زیادہ تر وقت وظیفوں پر گذارا۔ اس نے بڑا دکھ پایا تو بھی باپ کے بے حد فضل سے محروم نہیں ہوا۔ آج جگہ کا بیان لکھا نہیں گیا۔

تاریخ ۲۸۔ آج باپ مجھ کو چھوڑ کر۔ باپ نجات دینے کے لئے تو ہمیشہ تیار ہے۔ فقط اپنے قصور سے اُس سے محروم رہتا ہوں۔ اتنے دن میں باپ کی کٹی اچھی طرح صاف کیگئی۔ جگہ کو بنایا۔

مشرق میں ندی کی دوسری طرف کچھ دور پر پہاڑ کا سلسلہ شمال سے جنوب کی طرف پھیلا ہوا ہے شمال میں ایک لمبا پہاڑ بیچ میں . . . . ایک چھوٹا پہاڑ ہے۔ یہ پہاڑ پیڑوں سے بھرا ہوا ہے میرے گھر کا رخ شمال کی طرف ہے۔ کچھ کچھ مشرق کی طرف گھوما ہوا ہے۔ سو سورج جب پہاڑی کی دوسری طرف سے نکلتا ہے اُس کی خوبصورتی دیکھ سکتا ہوں ہمارے قریب مغرب کی طرف بھی بہت سے پہاڑ ہیں۔ اُن میں سے کانتانا تھ بھی عمدہ ہے۔ اس پہاڑ کی خوبصورتی بے حد ہے۔ میں آگے ایک روز اچھی طرح دیکھ کر لکھونگا

تاریخ ۲۹۔ آج کچھ خشکی محسوس کر رہا ہوں۔ بہت دنوں کے بعد آج بھات کھایا۔ اپنے بنسی کا کھانا کھا کر بہت خوش ہوا۔

تاریخ ۳۰۔ آج صبح بھی خشک حالت میں کٹی تھی۔ دوپہر کی عبادت میں باپ کی مہربانی محسوس کر سکا۔ تیسرے پہر کانتا پربت دیکھنے گیا تھا۔ اس سے بہت محنت اُٹھانی پڑی۔ اور آتے آتے رات ہو جانے سے کچھ ٹھنڈ لگنے سے طبیعت علیل ہو گئی تھی۔

کانتا پہاڑ کا بیان۔ باپ کی بے شمار خلقت میں یہ بھی ایک عجیب خلقت ہے۔ پہاڑی کی لمبائی مشرق سے مغرب کی طرف ہے۔ دیکھنے میں (قریب) گول ہے۔ اس کے نیچے چار طرف پتھر کے بنے ہوئے سینکڑوں بدصورت مندر ہیں۔ یہ سب کے سب دیو مورتیوں سے پُر ہیں جن میں سے ہاتھ سے بنائی ہوئی مورت نہیں۔ وہاں ایک ایک پتھر کا کڑا ہی مورت کا کام دے رہا ہے۔ ان مندروں کے نیچے سے پتھر کا بنا ہوا ایک راستہ دائرے کی صورت میں پہاڑ کو گھیرے ہوئے ہے۔ یہ راستہ خوب اچھی طرح پتھروں سے بنایا ہوا ہے۔ اس راستے کے باہر دوسرے لوگوں کے بھی گھر ہیں۔ اور عمدہ پیڑ ہیں۔ اوپر کی نسبت نیچے کے پیڑ کچھ بڑے معلوم ہوتے ہیں۔ پہاڑ کیسا خوبصورت ہے۔ دیکھے بغیر معلوم نہیں ہو سکتا۔ ہندو لوگ اس پہاڑ کو۔ گوبردھن پہاڑ کو اور اڑیسہ کے ایک اور پہاڑ کو بھگوان جی کے خاص پربت کہتے ہیں

تاریخ ۳۱۔ دل کی حالت اچھی تھی پر گذشتہ

...رونگی ہوتی پرہیزی اور زیادہ محنت سے پھر بخار چڑھ گیا ہے۔ باپ کی مہربانی سے بخار اُتر گیا۔

(۱۲)

ماہ نومبر۔ تاریخ ۱۔ باپ آج خاص طرح سے اپنے کو محسوس کر رہا ہے جسم اور دل دونوں اچھے ہیں

تاریخ ۲۔ باپ کی مہربانی کثرت سے محسوس ہو رہی ہے۔

تاریخ ۳۔ باپ کی مہربانی سے تندرست رہ کر کل سے بھی زیادہ فضل محسوس کر رہا ہوں۔ باپ نے مجھ کو شہزادہ بنا کر یہاں پر رکھا ہے۔ اُس نے مجھے جس جگہ پر رکھا ہے۔ وہ جگہ سادھو جن کے لئے کل جگت میں افضل ہے گھر اچھا اور سنسان ہے۔ یہاں تک کہ میرے دودھ والے کے سوائے کسی اور سے ملاقات ہوتی نہیں۔ اگر کوئی کبھی آ بھی جائے تو تھوڑی دیر رہ کر چلا جاتا ہے۔ صرف اجودھیا سے آیا ہوا ایک سادھو دوست تھوڑی دیر کر دینی گفتگو کرتا ہے۔ ادھر باپ کا فضل کثرت سے برس رہا ہے جبھی اُس کے قدموں کے نیچے بیٹھتا ہوں۔ تبھی وہ اپنی رحمت عنایت کرتا ہے۔ باپ کی مرضی ہو کہ جلد جلد مجھ کو نئی زندگی دے کر نجات عنایت کرے اور سادھوؤں کو دوپہر کے وقت بھیک مانگنی پڑتی ہے اس سے اُن کا بہت سا وقت ضائع ہوتا ہے (باقی پھر)

ضرورت ہے

ایک عیسائی ہیڈ ماسٹر کی۔ مدرسہ ابتدائی انگریزی ہاتھرس ضلع علیگڈھ کے لئے۔ درخواستیں معہ نقل اسناد خدمت میں جناب پادری ڈبلیو ڈی۔ کے مٹرز صاحب بمقام علیگڈھ بھیجنی چاہئیں۔

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۵۵ء

تسلی بخش انتظام

حرفتی کارخانہ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے عرصہ دراز سے جاری ہے مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۸ء سے حصہ پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے شرح خرچ خوراک ماہواری فی طالب علم [illegible] جماعت ماہواری فی طالب علم [illegible] سرکاری شرح متفرقات قیمت کتب وغیرہ علاوہ۔ حصہ ہائی کے طالب علم جو بلحصول تعلیم مشن سکول میں داخل ہوتے ہیں سکول ہذا میں ہر قسم کے فرنیچر مثلاً میز کرسی وغیرہ مناسب قیمت پر فروخت ہوتا ہے علاوہ ازیں جن رکشا کرو کو ول کیرم وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں۔ [illegible] مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پُر فضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے اس کے متعلق وسیع اور ہموار گراؤنڈ ہیں خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کیلئے خوشنما حوض۔ عبادت کیلئے گرجا گھر اور جماعتوں کیلئے موزوں اور کافی کمرے ہیں منزل بورڈنگ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں سکول میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے لہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونیوالے طلبا بپتہ ذیل درخواستیں بھیجیں

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ
ضلع گورداسپور

باغ دل

ایڈیٹر مسٹر کیلب

چندہ سالانہ ۸ آنے اگر ۵ یا زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جائیں تو ۶ آنے ہوگا۔ المشتہر۔ ای الیوویری ڈی ڈی لودیانہ

کرسچن بک سٹور لودیانہ

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم ادب کی کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو اردو پنجابی زبانوں میں ٹریکٹ سوسائٹی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی اینڈ نارتھ سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوتی ہیں فہرست کتب کیلئے درخواست بھیجو۔

مینیجر پادری ای الیوویری صاحب لودیانہ

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور رومن اُردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے اس میں کلیسائی و ملکی خبریں کرسچن اینڈیور کے مضامین اور سنڈے سکولوں کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ حسب تنخواہ خریداران ۱۲ آنہ سے پانچ روپیہ تک نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی فتحپور جمنا پار سے طلب کر سکتے ہیں۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک [illegible]
ہندوستان و پنجاب سے معہ " [illegible]
غیر ممالک سے [illegible]

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جاوے گی۔

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا ۱/۸ حصہ؟	[illegible]	[illegible]	[illegible]
چوتھائی کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ... ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائے گا۔

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

پادری ای الیوویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و مینیجر اخبار نور افشاں کیلئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام [illegible] چھپا